قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | ہیں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستار ہیں ہم

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

الفضل

خدا تعالیٰ نے اسبات کے ظاہر کرنے کیلئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے ... ... لیکن پھر بھی ... لوگ ... نہیں مانتے۔ (چشمۂ معرفت ص ۳۱۷)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو۔

چندہ غیر ممالک سے سات روپے (للعہ)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے (الوحی ص ۹۵)

جلد ۲ | مورخہ ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء مطابق ۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۹۶

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح نے ۲۰ و ۲۱ جنوری کی درمیانی رات کو ۹ بجے ایک مخالف رسالہ طلب فرمایا اور صبح آٹھ بجے اس کا جواب لکھنا شروع کیا باوجود ناسازی طبع و معمولی مشاغل کے عشاء تک ساٹھ ستر صفحے کا رسالہ تالیف فرما دیا۔ اور احباب کو اپنی حضوری میں طلب فرما کر رات کے گیارہ بجے کے قریب سنایا جسے حضرت اقدس مسیح موعود کا زمانہ یاد آگیا۔ ایدہ اللہ بنصرہ +

اتوار کو اڑہائی بجے مولوی فاضل میر محمد اسحٰق صاحب نے ان لیکچروں کے سلسلہ میں جو مبلغین کی اعلیٰ جماعت کیلئے دینے تجویز ہوئے ہیں۔ ہستی باریتعالیٰ پر مسجد اقصےٰ میں لیکچر دیا۔ سات دلائل قرآن مجید سے اور سات دلائل عقلی کہ ان کا ماخذ بھی قرآن و حدیث ہے وضاحت و فصاحت سے نہایت عمدگی کے ساتھ مؤثر پیرایہ میں بیان کئے۔ بوجہ بارش دار العلوم سے طلباء

تازہ خبریں

برطانوی ہوا باز کی ہلاکت۔ لنڈن ۲۳ جنوری۔ نقصانات کی تازہ فہرست سے پایا جاتا ہے کہ ہوائی جیش کا کمان افسر جیتری میدان جنگ میں کام آیا +

لنڈن ۲۳ جنوری۔ سینٹ اومر (فرانس) سے ۲۰ر جنوری کا ایک مراسلہ مظہر ہے کہ ۱۸ ماہ حال کہ جب جرمنوں نے رات کے وقت برطانوی صفوں کو توڑنے کی کوشش کی تو برطانوی سپاہ نے کمال شجاعت و مردانگی کی داد دی جرمن سپاہیوں نے بار بار عظیم جمعیت کے ساتھ برطانوی سپاہ پر حملہ کیا مگر انھیں ہر دفعہ شدید نقصان کے ساتھ پسپا کیا گیا +

ٹائمز کا نامہ نگار جزیرہ نمائے بلقان سے لکھتا ہے کہ ۴ لاکھ فوج سے جسمیں ۸۰ ہزار جرمن ہونگے سرویا پر حملہ کرنے کی عظیم طیاریاں ہو رہی ہیں +

لنڈن ۲۰ جنوری۔ صیغہ تجارت نے حدود سلطنت سے باہر ہر قسم کے روغن بجز روغن السی کے لیجانے کی ممانعت کر دی ہے۔ علاوہ ازیں روغندار مغزیات۔ روغندار تخم۔ لحم خنزیر اور مصفا چربی کی برآمد بھی روک دی گئی ہے +

لنڈن ۲۳ جنوری۔ کل لنڈن میں اسقدر شدید برفباری ہوئی کہ کئی سال سے اسکی نظیر نہیں ملتی۔ عام طور پر ہر قسم کی آمد و رفت مسدود ہو گئی مضافات کے بعض میں آٹھ انچ تک برف پڑی +

لنڈن ۲۰ جنوری۔ دوشنبہ کو ساڑھے دس بجے رات کے وقت بلفورٹ میں ایک زلزلہ محسوس ہوا۔ نقصان خفیف تھا +

لنڈن ۲۳ جنوری۔ نیویارک سے ڈیلی میل کا ایک مراسلہ مظہر ہے کہ برطانوی سفیر کے اس بیان سے اچھا اثر پیدا ہوا ہے کہ اگر ڈیلیہ گرفتار کیا گیا اور ثابت ہوا کہ اسپر جو مال لدا ہوا ہے وہ امریکن باشندوں کا ہے تو گورنمنٹ برطانیہ تمام مال کو خرید لے گی یا اسے رائٹرڈم (ہالینڈ) کو بھیجدے گی +

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

جنگ یوروپ

قاہرہ ۲۱ جنوری۔ علاقہ شاد کی اطلاعات سے اس رپورٹ کی تصدیق ہوتی ہے کہ مصری مہم کے نتائج کے متعلق جرمن افسروں کو چنداں کامیابی کی امید نہیں۔ انہوں نے قسطنطنیہ کو لکھا تھا کہ فی الحال ہماری روانگی میں تاخیر کرنی مناسب ہے مگر وہاں سے جواب آیا ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے پیشقدمی جاری رکھی جائے بیان کیا جاتا ہے کہ ترک اور جرمن افسروں کو اس بات کا اچھی طرح علم ہے گو ہم پیاس یا برطانوی فوج کے حملہ سے جان بچا کر واپس بھی آجائیں مگر شکست کھا کر واپس آنے کی صورت میں ہماری اپنی سپاہ ہمیں زندہ نہ چھوڑے گی۔

لنڈن ۲۲ جنوری متفقانہ کے فوجی ہیڈ کوارٹر سے پٹروگراڈ میں اس مضمون کا مراسلہ پہنچا ہے کہ کہپاتو کے مختلف مقامات میں معمولی قسم کے معرکے وقوع میں آئے۔ ترکوں کی شدید مقاومت کے باوجود علاقہ مادرلے چوراک میں ہماری جارحانہ کاروائی کامیابی کے ساتھ جاری رہی۔

پونٹ اے موسون کے شمال مغرب کے ایک اہم مقام کی طرف فرنچ پیشقدمی جاری ہے اور انہوں نے ایک اور استحکام پر قبضہ کر لیا ہے۔ متحدہ افواج اب پانچو گز جرمن خندقوں پر قابض ہیں۔

حضور پرنس آف ویلز نے مشرقی صدود پر فرنچ لائنوں کا معائنہ فرمایا۔

مشہور اطالوی مبعوث سینیٹر ٹوری نے اخبار کوریرہ ڈیلاسرا کو ایک چھٹی لکھی ہے۔ جس میں اٹلی کو بے تعلقی پر مصر رہنے کے خطرات سے آگاہ کیا ہے اور تحریک کی ہے کہ وہ خود شامل ہوئے بغیر جنگ کو ختم نہ ہونے دے۔ سینیٹر مذکور پوچھتا ہے کہ اگر آسٹریا روس سے صلح کرے تو اس وقت اٹلی کی کیا کیفیت ہو گی۔

ہالینڈ کی خبروں سے منکشف ہوتا ہے کہ مشرقی ساحل انگلستان کی ہوائیہ یورش پر جرمن میں بے انتہا خوشی ظاہر کی جا رہی ہے کنگز لن اور اس کے نواح میں لبوں سے ایک بہتر سالہ ضعیف ایک موچی ایک لڑکا اور ایک سپاہی کی بیوہ تلف ہوئی بے پناہ قصبوں اور دیہات پر تقریباً ایک درجن بم پھینکے گئے۔ جن سے جھونپڑے تباہ ہو گئے اور گرجوں کو نقصان پہنچا۔

فرنچ رپورٹ مظہر ہے کہ سونشٹر میں سکون ہے پرتھس میں فرنچ توپخانہ مؤثر طور پر آتش فشانی کر رہا ہے پونٹ اے موسون کے شمال مغرب میں فرنچ پیشقدمی کا سلسلہ جاری رہا ہے ارگون میں فرانس نے دشمن کے حملہ کو پسپا کیا۔ اور جوابی حملوں سے جرمنوں کو ان خندقوں سے جن پر وہ مسلط ہو گئے تھے نکال دیا۔

پولینڈ سے کوئی اہم خبر موصول نہیں ہوئی۔ روسی مراسلت مظہر ہے کہ ہماری فوج بکووینہ میں کامیابی سے پیشقدمی کر رہی ہے اور ایک گاؤں پر جو ڈورناوارنہ کے شمال میں ۱ میل کے فاصلہ پر ہے قبضہ کر لیا ہے۔ یہ بکووینہ کا تقریباً جنوبی گوشہ ہے۔

ٹائمز کا نامہ نگار بکارسٹ (رومانیا) سے رقمطراز ہے کہ ہنگری میں سرویا پر حملہ آور ہونے کی غرض سے سرگرمی سے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ چنانچہ چار لاکھ سپاہ مرتب کی جا رہی ہے جس میں ۸۰ ہزار جرمن سپاہی ہونگے۔

فلسطین سے جو سفر دین مصر میں آئے ہیں۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ علاقہ برشیبہ میں ترکی سپاہ مسلسل طور پر مجتمع ہو رہی ہے یہ مقام نہر سویز سے ڈیڑھ سو میل کی مسافت پر ہے۔ ملک کی اقتصادی کیفیت بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے۔

روسی صیغہ خارجیہ نے ہسپانوی سفیر سے درخواست کی ہے کہ وہ جرمن و آسٹروی گورنمنٹوں کو ان کے افواج کے مظالم کے خلاف روس کے پروٹسٹ و اعتراض سے مطلع کرے اعتراض مذکور کے ساتھ زخمیوں کے بیانات اور پھٹنے والی گولیوں کے ضرر و نقصانات کے فوٹو بھی منسلک ہیں۔

جنوب روڈ نفہ میں جرمن توپخانہ نے ہمارے مورچوں پر سخت آتش فشانی کی اور ہماری لائنوں کے عقب میں دو دیہات کو آگ لگا دی بعدہٗ سختی سے حملہ کر کے خاردار تاروں تک پہنچ گئے۔ جہاں ہماری ہولناک گولہ باری کی تاب نہ لا کر پسپا ہوئے۔

ہوائی جنگ۔ (لنڈن ۱۹ جنوری) جرمن ہوائی جہاز نے یارموتھ سے گزرتے ہوئے متعدد بم پھینکے جو بہت کچھ جان و مال کے نقصان کا باعث ہوئے۔

جرمن وزیر جنگ کا استعفا (لنڈن ۲۰ جنوری) ایمسٹرڈم برلن کا سرکاری پیغام مظہر ہے کہ جنرل وان فالکن ہین نے جرمن وزارت جنگ کے عہدہ سے استعفا دیدیا ہے۔ اور قیصر نے انکا استعفا منظور کر کے اسے پیدل سپاہ کا جنرل مقرر کیا ہے جنرل وائلڈن وان ہوہنبورن لفٹننٹ جنرل اور وزیر جنگ مقرر کیا گیا ہے۔

لنڈن ۲۱ جنوری) پیرس۔ آج سہ پہر کی مراسلت مظہر ہے کہ اپین میں ہم نے دشمن کے توپخانہ کو خاموش کر دیا۔ سیجیں کے شمال میں بھی ہمارا توپخانہ فائدہ میں رہا۔ ارگون اور پونٹ اے موسون کی حالت میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا۔ بوئس لاپیرٹری میں دشمن نے سختی سے جوابی حملے کئے۔ اور جو پانچو میٹر خندقیں ہم نے چھینی تھیں ان میں سے ۲۰ پر قابض ہو گیا۔ ہم تمام پوزیشن پر مضبوطی سے قائم ہیں۔

رومانیا اور جنگ۔ پائونیر کو ولایت سے اس مضمون کا تار موصول ہوا ہے کہ معتبر ذرائع سے اس خبر کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہ رومانیا چند ہفتوں کے اندر اعلان جنگ کے لئے تیار ہو رہا ہے۔

ہندوستان کی خبریں

حادثہ۔ مسٹر جی۔ پی رابرٹس میونسپل انجینئر دارجیلنگ جو دریائے ٹیسٹہ میں گر پڑے تھے اور دریا انہیں بہالے گیا تھا انکی کوئی خبر نہیں آئی۔ دارجیلنگ سے ایک اور پارٹی بغرض تلاش روانہ ہوئی ہے۔

دہلی ۲۰ جنوری۔ ہز اکسلنسی وائسرائے کے اس دورہ میں دیگر اصحاب کے علاوہ جنکا گزشتہ اخبار میں ذکر ہو چکا ہے۔ میجر جے میکنزی لفٹنٹ کرنل سر جیمز رابرٹس ائی ایم ایس انریبل کیپٹن ڈبلیو ایل گراہام کیپٹن جے رادرسی ہسٹڈ اور کیپٹن ڈبلیو اے بریٹن ایڈیکانگ بھی ہمراہ ہونگے

اموات طاعون۔ ہفتہ مختتمہ ۱۶ جنوری کو ہندوستان میں پلیگ کے ۵۸۰۷ کیس ہوئے بہ تفصیل ذیل ۴۷۴۸ اموات وقوع میں آئیں۔ احاطہ بمبئی و سندھ ۳۸۲ مدراس ۷۶ بہار و اڑیسہ ۳۰۱ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ ۸۵۰ پنجاب ۲۲۹۸ برما ۱۹۹ ممالک متوسط ۳۵۲ میسور ۱۳۷ حیدر آباد دکن ۱۸ وسط ہند ۲۷ راجپوتانہ کشمیر ۹ افسوس ہے کہ پنجاب میں پلیگ ہنوز شدت سے پھیلا ہوا ہے۔

ریلوے کانفرنس۔ مختلف ریلوے لائنوں کے ایجنٹوں سے ریلوے بورڈ کا مشورہ درجہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے

گیہوں کا نرخ۔ باوجود اچھی بارش کے دہلی اور اسکے ملحقہ اضلاع کے گیہوں کے نرخ میں فرق نہیں آیا اور گرانی بدستور چلی جاتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۲۶ جنوری ۱۹۱۵ء

ہمارا قبلہ مقصود کیا ہے!

اس سوال کا جواب نہایت مختصر لفظوں میں یہ ہے کہ وہی جو ہمارے امام کی بعثت کی غرض تھی وہ غرض کیا تھی اس کا جواب بھی آسان ہے کہ وہی جو انبیاء علیہم السلام کے مبعوث ہونے کی غرض ہوا کرتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ انبیاء لا الہ الا اللہ کی تبلیغ کے لئے دنیا میں آتے ہیں۔ لیکن اگر توحید کافی ہوتی تو یہودیوں کا کوئی جرم نہ تھا وہ بھی تو موحد تھے۔ پس خشک توحید کسی کام کی نہیں۔ کیونکہ بقول حضرت اقدس جو ایمان خدا تعالیٰ کے رسول کے ذریعہ سے حاصل نہیں ہوتا۔ اور محض انسانی فطرت خدا تعالیٰ کے وجود کی ضرورت محسوس کرتی ہے جیسا کہ فلسفیوں کا ایمان ہے اس کا آخری نتیجہ اکثر لعنت ہی ہوتا ہے کیونکہ ایسا ایمان تاریکی سے خالی نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ لوگ جلدی اپنے ایمان سے پھر کر دہریہ بن جاتے ہیں۔ پہلے تو صحیفہ فطرت اور قانون قدرت پر زور دیتے ہیں۔ مگر چونکہ شمع رسالت کی روشنی ساتھ نہیں ہوتی جلد تاریکی میں پڑ کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ مبارک اور بے خطرہ وہ ایمان ہے جو خدا کے رسول کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ ایمان صرف اس حد تک نہیں ہوتا کہ خدا کے وجود کی ایک ضرورت ہے بلکہ صدہا آسمانی نشان اس کو اس حد تک پہنچا دیتے ہیں کہ درحقیقت وہ خدا موجود ہے۔ پس اصل بات یہ ہے۔ کہ خدا پر ایمان مستحکم کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا شرط ضروری رکھی ہے۔ اور خدا پر اسی وقت تک ایمان قائم رہ سکتا ہے۔ جب تک کہ رسول پر ایمان ہو اور جب رسول پر ایمان نہ رہے تو خدا پر ایمان لانے میں بھی کوئی آفت آجاتی ہے اور خشک توحید انسان کو گمراہی میں ڈالتی ہے۔ اسی واسطے مسیح نے کہا کہ فطرتی ایمان لعنتی ہے یعنی جس کی بنیاد صرف صحیفہ فطرت پر ہو اور جس کی بنا مجرد فطرت پر ہے اور رسول کی روشنی سے حاصل نہیں۔ آخر وہ لعنتی خیال تک پہنچا دیتا ہے۔ غرض خدا کے رسول کو چھوڑ کر اور رسول کے معجزات کو چھوڑ کر محض فطرت کے لحاظ سے جس کا ایمان ہے وہ ایک دیوار ریگ ہے وہ آج بھی تباہ ہوا اور کل بھی۔ ایمان درحقیقت وہی ایمان ہے جو خدا کے رسول کو شناخت کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اس ایمان کو زوال نہیں ہوتا۔ اور اس کا انجام بد نہیں ہوتا۔ ہاں جو شخص سرسری طور پر رسول کا تابع ہو گیا اور اس کو شناخت نہیں کیا۔ اور اس کے انوار سے مطلع نہیں ہوا اس کا ایمان بھی کچھ چیز نہیں اور آخر ضرور وہ مرتد ہوگا۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور عبداللہ ابن ابی سرح اور عبیداللہ بن جحش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور یہودا اسکریوطی اور یانسوا عیسائی مرتد حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں اور چتوں والا چراغ دین اور عبدالحکیم خان ہمارے اس زمانہ میں مرتد ہوئے۔"

پس وہی توحید معتبر ہے جو اس کے رسول کے وسیلے سے ملے۔ اور جس میں ساتھ ساتھ اس کے رسول کا ذکر ہو اور اس کی وجہ بھی میرے آقا نے کھول کر بتا دی ہے کہ خدا کے رسول کو چھوڑ کر محض فطرت کے لحاظ سے جس کا ایمان ہے وہ ایک دیوار ریگ ہے۔ وہ آج بھی تباہ ہوا اور کل بھی۔ اب سوال یہ ہے کہ ایمان تو ثریا پر چلا گیا تھا کون ہے جو اسے واپس لایا۔ اور کون خدا کے رسول بلکہ خدا کے رسولوں کے حلے میں ظاہر ہوا۔ اور کس کے ہاتھ پر وہ نشان ظاہر ہوئے جو توحید قائم کرنیوالے ہیں اور لا الہ الا اللہ کا سکہ قلوب پر بٹھاتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ اس زمانہ میں

حضرت مرزا غلام احمد نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

تھے۔ پس جو اس ایمان کو پانا چاہتا ہے جس کو زوال نہیں اور جس کا انجام بد نہیں اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کھڑکی کی راہ سے اسلام کے محل میں داخل ہو جو لوگوں کے واسطے محض اللہ کے فضل سے کھولی گئی۔ اگر کوئی نادان کہے۔ کہ وہ تو مجددوں میں سے ایک مجدد تھے۔ خدا کے نبی کیونکر ہو سکتے ہیں تو میں کہوں گا۔ یوں تو تمام انبیاء مجدد ہی ہوتے ہیں چنانچہ افضل الرسل محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ہمارے امام نے مجدد ہی لکھا ہے۔ دیکھو لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۔

"پس ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک **مجدد اعظم** تھے۔ جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے"

علاوہ ازیں آپ نے اپنے آپ کو صدی کے مجددوں میں نہیں رکھا۔ بلکہ جیسا نبی کریم کے بارے میں لکھا کہ "پھر ہزار پنجم کا دور آیا۔ جو ہدایت کا دور تھا یہ وہ ہزار ہے جس میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے × × × × × پس آپ کے منجانب اللہ ہونے پر یہ بھی ایک زبردست دلیل ہے۔" اسی طرح اپنے بارے میں لکھا ہے کہ "اسی دلیل سے میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا بھی ثابت ہے۔ کیونکہ اسی تقسیم کی رو سے × × × **ساتواں ہزار** ہدایت کا ہے۔ جس میں ہم موجود ہیں × × × × اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح۔ مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظل کے ہو۔" (صفحہ ۴ و ۵) دیکھو اپنے آپ کو ہزار سالہ مجددوں میں رکھا جو اولوالعزم رسل ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے بھی وہ جس کے بعد جو آئے بطور ظل کے آئے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر حضرت اقدس اس لئے نبی نہیں ہو سکتے کہ وہ مجددوں میں سے ایک مجدد تھے۔ اگر دوسرے مجدد رسل میں داخل ہیں تو یہ بھی ہو سکتے ہیں تو پھر آپ مسیح موعود بھی نہیں۔ کرشن بھی نہیں مہدی موعود بھی نہیں۔ کیونکہ دوسرے مجدد یہ بھی تو نہ تھے یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سے ایک انسان تھے۔ پس اگر دوسرے انسان انبیاء کے زمرے میں داخل ہیں تو یہ بھی داخل ہیں ورنہ نہیں۔ پیارو! یاد رکھو کہ آپ رسول اور نبی تھے۔ اور ایسے ہی مرسل تھے۔ جیسے اور انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں۔ اس میں کوئی غلو کی بات نہیں بلکہ واقعی امر کا اظہار ہے۔ کیونکہ اگر یہ غلو تھا تو آپ کے ہاتھ پر اس قدر نشانات الٰہی ظاہر نہ ہوتے کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو جائے تعجب کی بات ہے کہ جس کے ہاتھ پر اس قدر نشانات ظاہر کئے جائیں کہ انکے ہزارویں حصے سے ایک نبی کی نبوت ثابت ہو سکے وہ خود بھی نبی نہ ثابت ہو سکے۔ پھر اگر آپ انبیاء کے گروہ میں داخل نہ ہوتے تو تلک الرسل فضلنا بعضہم علیٰ بعض کے ماتحت بعض رسولوں سے افضل نہ ہوتے۔ اور بالخصوص حضرت مسیح علیہ السلام سے تمام شان میں بڑھ کر ہونے کا دعویٰ نہ فرماتے۔ کیونکہ جمہور اہل اسلام کا مذہب ہے، کہ غیر نبی کو نبی پر کلی فضیلت نہیں ہو سکتی۔ نیز زبردست ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ نبی تھے۔ اور اس زمانہ میں کوئی توحید کوئی اسلام کوئی ایمان مقبول نہیں بغیر آپ کی وساطت کے اور بغیر آپ کے معجزات پر ایمان لانے کے۔ یہی سبب ہے کہ آپ کو وحی نازل ہوئی۔ انت منی وانا منک۔ یعنی جیسے آپ خدا کی طرف سے ہیں۔ ایسے ہی خدا کی چہرہ نمائی آپ ہی کے

ذریعے سے مقدر ہے۔ یہ مت سمجھو کہ حضرت مسیح موعود گویا اشاعت اسلام کی ایک انجمن قائم کرنے آئے تھے۔ جس کے ممبروں سے آپ صرف یہ وعدہ لے لینا کافی سمجھتے تھے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ اور اس میں چندہ دینگے۔ بلکہ آپ تو اس حقیقی ایمان کو پیدا اور اسلام کو زندہ کرنے آئے تھے۔ جو دنیا سے مفقود تھا اور جو مر چکا تھا۔ اور یہی وہ غرض ہے۔ جس کے لئے انبیاء مبعوث ہوتے ہیں۔ اور یہی وہ قبلہ مقصد ہے۔ جس کیطرف ہمیں متوجہ کیا گیا ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ اپنے ہادی کے قدم بقدم چلیں۔ اور اس کے اصل مرتبہ کو دنیا پر ظاہر کریں۔ کیونکہ جتنا بھی اس کا درجہ بیان ہو گا۔ اتنی خاتم النبیین کی شان بڑھیگی۔ اور اس کے لائے ہوئے اسلام کی وقعت دلوں میں بیٹھیگی حضور کو تو اپنے درجے کا یہاں تک خیال تھا کہ ۱۹۰۱ء میں جب ایک صاحب نے کسی مخالف کو وہ بھی اس کے اعتراض کے جواب میں کہا۔ کہ حضرت صاحب نبی نہیں تو آپ نے ایک غلطی کا ازالہ اشتہار نکالا۔ اور فرمایا۔ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ پھر جب لاہور کے آخری لیکچر میں بعض فقرات سے سبب لوگ یہ سمجھے۔ کہ آپ نے نبوت سے انکار کیا ہے۔ تو فی الفور روزانہ اخبار عام میں چٹھی چھپوائی۔ کہ میں نبی ہوں اور اس وقت تک اس دعوے پر قائم ہوں۔ جب تک اس دنیا سے گذر جاؤں۔ اگر حضرت صاحب نبی نہیں تھے۔ اور آپ کی نبوت کی نفی سے کوئی حرج نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ ایسا امر تھا کہ جس کی تردید ہر خطبے ہر تقریر ہر تحریر میں کرنی ایک احمدی پر فرض ہے تو پھر اس قدر اہتمام کی کیا ضرورت تھی کہ حضور نے نبوت کی نفی پر فوراً اشتہار شائع کیا۔ اور خط چھپوایا کہ میں نبی ہوں۔ اس سے یقینی طور پر ثابت ہے کہ توحید و اسلام کی اشاعت اس زمانہ میں آپ کی نبوت یعنے ان پیشگوئیوں اور معجزات پر ایمان لانے پر مبنی ہے جو آپ کے ذریعے حق کی صداقت کے لئے ظاہر ہوئے۔ فتدبر ولاتکن من الغافلین ۝

نومبائعین

میاں مہر الدین صاحب - ضلع گورداسپور
اہلیہ نظام الدین صاحب - ضلع گوجرانوالہ
شاہ دین صاحب - ضلع جالندھر
میاں جھنڈا صاحب - ضلع سیالکوٹ ۝

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ

الاسلام

توحید الٰہی

اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے۔ اور اس کے سوا اور جتنے مذاہب ہیں۔ ان سب میں کسی نہ کسی راہ سے شرک داخل ہو گیا ہے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے مذہب نہیں رہے۔ کیونکہ ان میں شرک کی ہونی اور گھندل گیا ہے۔ صرف اسلام کو اللہ تعالیٰ نے اس مہاپاپ سے محفوظ رکھا ہے یہ بالکل صحیح اور درست بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اسلام کی حفاظت کا ذمہ لیا۔ اور واقعات اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ مرور زمانہ کے بعد دیگر ادیان میں باطل نے جگہ لی۔ مگر اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک زبردست مدلل مبرہن کتاب قرآن مجید دنیا میں نازل فرمائی اور اس کے تمام احکام اور اوامر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قالب میں آگئے۔ اور اقوال الٰہی نے افعال کا جامہ پہن لیا۔ اور تمام باہم محفوظ ہو گئیں۔ اگر ہم مذاہب کو صرف توحید الٰہی کے معیار سے پرکھیں تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اسلام کا مذاہب میں کتنا بڑا اعالی پایہ ہے اور عملی شکل میں مذاہب کے طہارت اور تقدس کا فرق بھی اس مناسبت اور توازن سے کماحقہ معلوم ہو جاتا ہے۔ یہ تو ظاہر بات ہے کہ تمام گناہ شرک سے پیدا ہوتے ہیں اور تمام آثام اور گناہوں کی جڑ شرک ہے جوں جوں مذہب اپنے بانی سے دُور ہوتا گیا ہے وہ شرک میں اُسی قدر زیادہ مُبتلا ہوتا گیا ہے۔ سوائے اسلام کے۔ کیونکہ اس کا ذمہ خود حضرت احدیت نے لیا تھا کہ میں اسلام کی حفاظت کرونگا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ہم نے اس قرآن مجید اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرینگے۔ قرآن شریف میں قرآن شریف کو ذکر فرمایا گیا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ذکر فرمایا گیا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارک کے پہلے تمام بر و بحر میں فساد ظہور پذیر ہو گیا تھا۔ اور تمام مذاہب میں شرک نے گھر کر لیا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آکر شرک کی جڑ اکھیڑ دی۔ اور جزیرۂ عرب سے اس طرح شرک کا استیصال کیا کہ پھر باطل نے وہاں کبھی سر نہیں نکالا۔ ساتھ ہی اس کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سامان مقرر فرمایا کہ وہ ہر صدی کے بعد تجدید دین کے لئے ایک مجدد بھیجتا رہے گا اور وہ اسلام کا اصلی چہرہ دنیا کے سامنے ظاہر کرتے رہیں گے اور یہ امر کسی دین کو حاصل نہیں۔ اس لئے انکے مذاہب میں غلطی در غلطی پڑتی گئی۔ اور غلطی نکالنے والا کوئی ان میں اللہ کیطرف سے پیدا نہیں ہوتا۔ جو کہ مذہب کو نئے طور پر زندہ ثابت کرے یہی وجہ ہے کہ ان کے مذاہب محض کتھا اور کہانی رہ گئے ہیں اور ان میں کوئی زندگی اور سکت نہیں ہے۔ محض لاف زنی اور زبانی باتیں ہیں۔ بھلا کون نہیں کر سکتا۔ مگر یہ ایسا پُر وحشت اور خوفناک دشت ہے۔ جہاں کہ خشک لفاظیاں کسی کام نہیں آتیں جب تک کہ تسلیم قلب اور یقین کامل اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا نہ ہو۔ کذٰلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوات والارض ولیکون من الموقنین۔ اصل میں بات یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام چراغ گل ہو گئے۔ اور ان میں تیل نہ رہا۔ کیونکہ اب استفاضہ صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہاتھی ہی سے مل سکتا ہے اور اسی وجہ سے شریعت محمدیہ کے ساتھ کل شرائع کا خاتمہ ہو گیا۔ جب ان میں نور نہ رہا تو ضروری تھا کہ ان میں ظلمت اس کی بجائے جگہ لیتی۔ ظاہر ہے کہ نور سے تمیز ملتی ہے۔ اور ظلمت تمیز کو اٹھا دیتی ہے۔ جب مذاہب میں نور الٰہی نہ رہا۔ اور بجائے نور الٰہی ہونے کے وہ ظلمت کدہ بن گئے۔ اس لئے ادیان باطلہ کے پیرو سچے خدا کو چھوڑ کر معبودان باطلہ کے پرستار بنگئے۔ اور انہوں نے خالق حقیقی اور بتوں میں کوئی فرق نہ کیا۔ اور خالق حقیقی کی بجائے حجر و شجر کو پوجنے لگے اور توحید کو ہاتھ سے کھو بیٹھے ۝

اب ہم عالم کے مشہور مذاہب کو لیتے ہیں۔ اس ملک ہند میں عام طور پر تین بڑے بڑے مذہب پائے جاتے ہیں۔ ہندوازم مسیحیت۔ اور اسلام۔ ہندو چونکہ بہت پرانا مذہب ہے۔ اس لئے ان کا اپنے بانی سے بہت بُعد ہے۔ لہٰذا وہ توحید سے بہت دور چلے گئے ہیں۔ اور بجائے خدائے واحد کے وہ تینتیس ۳۳ کروڑ معبود ماننے لگ گئے ہیں۔ یہانتک الحاد اور ضلالت نے ترقی اور کمال کیا ہے کہ انکی کتب مقدسہ میں بھی کوئی ایسی زبردست شرتی توحید کے متعلق نہیں ہے۔ اور نہ ہی اشیاء پرستی اور اجرام پرستی کا کھنڈن بڑے زور سے کیا گیا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر یہ اور غضب ڈھایا ہے کہ قدرتی اشیاء سے اکثر پیار جتایا گیا ہے اگرچہ فلسفی الطبع انسان اس کے تکلف اور بناوٹ سے کچھ اور

ہی معنے نکالتا رہے۔ اور آگ۔ پانی۔ ہوا اور سورج وغیرہ اجرام سماویہ و ارضیہ کو اللہ تعالیٰ کے صفات ٹھہراتا رہے۔ مگر لغت میں اس قسم کا تصرف کرنا محض تحکم نہیں تو اور کیا ہے۔ کاش اگر وید میں توحید کے متعلق بڑے پُر زور الفاظ میں کوئی شُرتی ہوتی تو ضرور ہندو لوگ اسپر کاربند ہوتے۔ ممکن ہے۔ اس میں ردّ و بدل ہُوا ہو۔ اور واقعہ میں ویدوں میں الٰہی توحید ہوتی ہوگی۔ مگر ہمیں تو موجودہ کے متعلق کلام ہے ؎

مسیحیت نے توحید کی بجائے تثلیث کا مسئلہ اختراع کیا ہے مگر انھوں نے کوئی ایسا گورکھ دھندہ ٹھہرایا ہُوا ہے کہ مُنہ سے توحید کا اقرار بھی کرتے ہیں اور انکار بھی۔ ساتھ ہی مسیح اور رُوح القدس کو اس کے شریک بھی ٹھہراتے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام تو دُنیا میں توحید لائے تھے۔ مگر ان کے بعد مضل لوگ پیدا ہو گئے۔ اور انھوں نے توحید کو تثلیث سے بدل ڈالا۔ وقالت الیہود عزیر ابن اللہ وقالت النصارٰی المسیح ابن اللہ ذٰلک قولھم بافواھھم یضاھؤن قول الذین کفروا من قبل قاتلھم اللہ انی یؤفکون۔ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الٰھا واحدا۔ لا الٰہ الا ھو سبحانہ عما یشرکون۔ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم و یابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ اسلام کے پہلے جتنے مذاہب تھے۔ وہ سب شرک کا شکار ہو گئے تھے۔ اور توحید کا اُن میں مطلق نام نہ تھا۔ یہود نے عزیر کو اللہ کا بیٹا ٹھہرایا۔ اور عیسائی مسیح مریم کے بیٹے کو خدا کا بیٹا کہنے لگے۔ بھلا ان کے کہنے سے کوئی خدا کا بیٹا بن جاتا ہے۔ نہیں نہیں یہ تو ان کے مُنہ کی باتیں ہی ہیں کافروں کے قول کی ریس کرتے ہیں۔ جو کہ ان سے پہلے تھے۔ اللہ انہیں تباہ کرے۔ کیسا اُلٹا راہ اختیار کر رہے ہیں۔ انھوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنا لیا ہے۔ اور مریم کے بیٹے مسیح کو بھی رب سمجھتے ہیں)۔ حالانکہ ان کو صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک ہی معبود کی عبادت کریں۔ وہ پاک اور بلند ہے۔ اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے نور کا ذکر کرتا ہے کہ ہم نے اس ظلمت۔ شرک کے استیصال کرنے کے لئے اسلام جیسا نور الٰہی دنیا میں بھیجا ہے۔ تاکہ لوگ اس کے ذریعہ توحید الٰہی کو دیکھ سکیں۔ اور جھوٹے معبودوں اور معبود حقیقی میں تمیز کر سکیں۔ اس لئے کمزور آنکھوں والوں کو تو ظلمت پسند تھی۔ اب وہ اس نور کو تنفر سے دیکھتے ہیں۔ اور اس کے اڑانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس میں ناکام رہینگے وہ نور اللہ کو بجھانا چاہتے ہیں۔ بھلا ان کے مُنہ کی پھونکوں سے نور الٰہی کا کیا نقصان ہو سکتا ہے۔ اللہ تو ضرور اس نور کو پورا کر دیگا اگرچہ کافر لوگ اس سے کراہت ہی کریں اس غرض کے لئے اُس نے اس آخری زمانہ میں رسُول بھیجا ہے اور وہ ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا گیا ہے کہ وہ دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر دے۔ اگرچہ یہ بات مشرکوں کو ناگوار ہی گذرتی ہو

ان آیات کریمہ میں ابطال شرک اور اثبات توحید عجیب پیرایہ میں کیا گیا ہے۔ مشرکانہ باتیں جو اہل کتاب میں داخل ہو گئی ہیں یہ کفار کی ریس کا نتیجہ ہے۔ اور فرمان الٰہی سے انحراف کا خمیازہ ہے۔ حالانکہ ان کو توحید کی تاکید کی گئی تھی۔ مگر چونکہ وہ اس سے باز نہیں آتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے پھر یہ طریق اختیار کیا کہ اپنا برگزیدہ رسُول دُنیا میں بھیج دیا۔ اور اس کے ذریعہ سے دنیا میں توحید کا ڈنکا بج گیا۔ اور شرک کا ستیاناس ہو گیا ؎

ہمارے اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک رسُول بھیجا۔ جس کو ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کا الہام ہُوا۔ اور اس نے توحید الٰہی کے اثبات کے لئے زبردست براہین لکھے اور دنیا میں ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہم اگلے مضمون میں بتائیں گے انشاء اللہ۔ کہ توحید کے لئے اسلام نے کیا کیا عجیب دلائل دیئے ہیں۔ اور اللہ کے فضل سے توحید الٰہی کے متعلق اسلام ہی منفرد ہے۔ اور دیگر مذاہب میں شرک پھیل گیا ہے ؎

رامچندرؑ اور ہاجرہؑ

(از جناب سیّد محمد اسحٰق صاحب)

ہندو قوم رامچندر علیہ السلام کے وجود پر جسقدر فخر کرے بجا ہے اور جس قدر ناز کا اظہار کرے مناسب۔ کیونکہ اس جوانمرد نے محض اپنی سعادت سے والد کے اشارہ پر اپنی تمام جائز امنگوں سے ہاتھ دھو کر چودہ برس کا بن باس لیا۔ اور اس قدر لمبے عرصہ تک دنیا کی قریباً تمام نعمتوں سے محروم ہو کر محض والد کی اطاعت کے لئے جنگل میں سکونت اختیار کی۔ واقعہ میں رامچندرؑ نے دنیا کو دکھا دیا کہ ایک فرمانبردار اور سعادتمند بیٹے میں والدین کی فرمانبرداری کا یہاں تک جذبہ ہونا چاہیے۔ اور ایک بیٹا اپنے والدین کا حقیقی مطیع تب ہی کہلا سکتا ہے جب وہ اپنے ماں باپ کے اشارے پر اپنی تمام خواہشات پر لات مار کر رامچندر کی طرح جانفروشی کا ثبوت دے۔ لیکن حضرت رامچندر کی اس قابل تقلید قربانی کو اس قدر اہمیت دیتے ہوئے بھی میں اسبات کے کہنے سے ہرگز رک نہیں سکتا۔ کہ انکی قربانی مجھے اسبات پر مجبور نہیں کرتی کہ میں اور لوگوں کی قربانیوں کو نظر انداز کر دوں خصوصاً اس صورت میں جبکہ بعض اور قربانیاں میری نظر میں حضرت رامچندر کی اس نہایت قابل تعریف قربانی سے بہت بڑھ چڑھ کر ہیں۔ گو میری یہ بات ہندوؤں کو ناگوار گذرے۔ لیکن میں جب واقعات پر نظر ڈالتا ہوں تو میں حق کو ظاہر کرنے پر مجبور ہو جاتا ہوں۔ اور مجھے اس امر کے اظہار کے سوا کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔ میں مانتا ہوں کہ حضرت رامچندر کی قربانی کوئی معمولی قربانی نہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ انکی سعادت اپنے رنگ میں ایک بے نظیر سعادت ہے۔ مگر جب میری توجہ حضرت ہاجرہ اور شیرخوار اسمٰعیل کے بن باس کی طرف منعطف ہوتی ہے تو میں بے اختیار کہہ اُٹھتا ہوں کہ ہاجرہ تم ایک عورت ہو کر حضرت رامچندر جیسے جری مرد سے بڑھ گئیں اور کمزور ہو کر ایک طاقتور سے تمہارا پلّہ بھاری رہا۔ میری یہ بات صرف میرے ذوق پر مبنی نہیں نہ کسی تعصب پر اس کی بنا ہے۔ واقعات ہیں جو میری رائے کی تائید کرتے ہیں۔ اور وہاں صحیح واقعات ہی ہیں۔ جن پر میرے اس دعویٰ کی بنیاد ہے۔ اور ہر شخص جو تاریخ کا کچھ بھی علم رکھتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ضرور

اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔ جس پر میں پہنچا ہوں۔ دیکھو جس طرح حضرت رام چندر اپنے والد کی دوسری بیوی کے کہنے پر بن باس کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح حضرت ہاجرہ بھی اپنے خاوند کی دوسری بیوی ہی کی فرمائش پر وادی غیر ذی زرع میں اکیلی چھوڑی جاتی ہیں۔ اور جسطرح رام چندر بغیر کسی تردد کے والد کے حکم پر سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ اسی طرح ہاجرہ بھی حضرت ابراہیم کے ارشاد کی تعمیل دلی خوشی سے کرتی ہیں۔

غرض صحیح تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ قدرت نے ابتداء ہی سے رام چندر اور ہاجرہ کو ایک جیسی قربانیوں کے لئے چن رکھا تھا جن کا اپنے اپنے وقت میں صفحہ ہستی پر ظہور ہوا۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ دونو جانفروش اس ابتلا میں پورے اُترے۔ اور اپنے اپنے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ لیکن اسبات کے جانتے ہوئے کہ رام چندر اس امتحان میں پاس ہوئے ہیں۔ ہاجرہ کے واقعہ کو رام چندر کے واقعہ پر ضرور فوقیت دوں گا۔ میں نہیں بلکہ واقعات کہتے ہیں کہ ہاجرہ اس قربانی میں رامچندر سے بڑھ گئی۔ اس میں رام چندر کی ہتک نہیں بلکہ صرف اسبات کا اظہار ہے کہ آگے بڑھانا اللہ کا فضل ہے جو ہاجرہ پر ہوا۔ اور اسی لئے قرآن شریف کہتا ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ۔ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

میں یہ بات بے دلیل نہیں کہتا۔ بلکہ جو شخص بھی ذیل کی باتوں پر غور کریگا۔ بشرطیکہ وہ تعصب سے خالی ہو۔ یقین کرے گا کہ رام چندر اور ہاجرہ دونو امتحان میں پاس ہوئے۔ لیکن ہاجرہ اول رہی اور رام چندر دوم۔

۱۔ حضرت رام چندر کو والد نے بن باس کیا۔ لیکن صرف ۱۲ برس کے لئے۔ اور بے شک حضرت رام چندر نے بے نفسی سے کام لیا۔ لیکن آخر آپ کا دل بالکل مایوسی سے پُر نہیں تھا بلکہ نہایت قوی اُمید تھی کہ بارہ برس کا زمانہ جب ختم ہو گا۔ میں پھر والدین کے درشن اور رشتہ داروں کی ملاقات سے متمتع ہونگا لیکن برخلاف اس کے حضرت ہاجرہ کو جب وطن سے بے وطن کیا جاتا ہے۔ اور ایک بالکل ویران غیر آباد جنگل میں جہاں پانی بھی ندارد تھا چھوڑا جاتا ہے۔ تو کوئی میعاد مقرر نہیں کی جاتی بلکہ ہمیشہ کے لئے انہیں گھر سے بے گھر کیا جاتا ہے اور پھر دوبارہ پہلی حالت پر آنے کی اُمید نہیں دلائی جاتی تو بھی حضرت ہاجرہ بڑی خوشی سے اور دلی اطمینان سے اس مجاہدہ کو قبول کر لیتی ہیں۔ اور پھر واپس آنے کی اُمید کے محض خدا کے لئے اس بن باس کو منظور کر لیتی ہیں ؎

۲۔ رام چندر کو بن باس ملتا ہے جنگل میں رہنا پڑتا ہے۔ درندوں کا خوف ہے سانپ بچھوؤں کا ڈر ہے۔ لیکن وہ خوف کو دل میں جگہ دیئے بغیر چل کھڑے ہوتے ہیں۔ اور واقعہ میں بہادری کا ایک اعلیٰ نمونہ دکھاتے ہیں۔ مگر کیا وہ نہتے تھے نہیں بلکہ تیر و کمان سے مسلح۔ کیا وہ اناڑی تھے نہیں بلکہ تجربہ کار سپاہی

کیا وہ کمزور دل اور بزدل تھے نہیں بلکہ بہادر اور شجاع اس لئے ایسے شخص کا جنگل میں رہنا وہ اہمیت نہیں رکھتا جو ہاجرہ کے واقعہ کو حاصل ہے۔ ہاجرہ بھی جنگل میں رہتی ہے اُسے بھی درندوں کا خوف ہے۔ سانپ بچھوؤں کا ڈر ہے لیکن وہ بھی بغیر پس و پیش کئے ہوئے تعمیل حکم کرتی ہے۔ اور رام چندر سے بڑھ جاتی ہے کیونکہ وہ مسلح نہیں بلکہ نہتی ہے۔ تجربہ کار سپاہی نہیں بلکہ ناتجربہ کار جس نے لڑائی کا نام بھی نہیں سنا کوئی جوانمرد جفاکش بہادر نہیں بلکہ نازک اندام عورت۔ اس لئے محض خدا کے حکم پر ایسی عورت کا بن باس ہونا اور پھر ہمیشہ کے لئے ہونا ایک ایسی اہمیت رکھتا ہے جو ہاجرہ کی قربانی کو رام چندر کی جان نثاری سے بہت بڑھا دیتی ہے۔

۳۔ حضرت رام چندر عیش و آرام سے منہ موڑتے ہیں آسائش کو چھوڑ کر جنگل کی بود و باش اختیار کرتے ہیں کوئی لشکر ساتھ نہیں کوئی فوج ہمراہ نہیں۔ اور یہ امر واقعہ میں آپ کی عظمت کا ہم کو قائل کر دیتا ہے۔ لیکن تب بھی آپ بالکل اکیلے نہ تھے۔ دل بہلانے کے لئے آپ کی پیاری بیوی ہمراہ تھی۔ اور پیش آمدہ تکالیف دُور کرنے کے لئے قوت بازو لکشمن سا بھائی موجود تھا اس لئے انہیں جنگل کی تکالیف چنداں موجب دُکھ نہ تھیں۔ لیکن حضرت ہاجرہ بیچاری اکیلی ہیں۔ نہ کوئی مرد ساتھ ہے۔ جو پیش آمدہ خطرات سے بچائے نہ کوئی ایسا محرم راز جس سے دل کی باتیں کر کے وحشت کم ہو۔ ہاں ایک بے زبان بچہ ہے جو بھوک و پیاس سے رو رو کر ماں کی تکلیف کو اور بڑھاتا ہے۔ اور اس کی وحشت کو اور زیادہ کرتا ہے۔ اس لئے میں حق بجانب ہوں۔ اگر میں یہ دعویٰ کروں کہ ہاجرہ کی قربانی رام چندر کی قربانی سے بڑھ گئی ؎

۴۔ حضرت رام چندر علیہ السلام اپنے گھر میں ہر نعمتوں سے متمتع تھے ہر قسم کے کھانے ان کے لئے موجود تھے۔ طرح طرح کی مٹھائیاں ان کے لئے تیار تھیں۔ لیکن وہ محض تعمیل ارشاد کے لئے جنگل میں جا رہتے ہیں جہاں نہ مٹھائیاں ہیں نہ لذیذ کھانے۔ نہ کھیتی باڑی کر کے اناج حاصل کریں۔ نہ باغ کہ میوے کھائیں۔ اس لئے آپکی قربانی ایک عظیم الشان قربانی ہے۔ لیکن تو بھی آپ ہتھیار بند ہیں۔ ایک زبردست کمان آپکے پاس ہے اور ایک زبردست نشانہ آپکے زیر مشق۔ ایک وسیع جنگل موجود ہے۔ جس میں ہرن بارہ سنگھے ہزاروں لاکھوں چرند و پرند بستے ہیں۔ اور رام چندر کی کمان روزانہ اس افراط سے شکار مار کر لاتی ہے کہ تین ساتھیوں کی پارٹی مزے سے کھاتی ہے۔ اور انہیں کوئی تنگی محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن ہاجرہ آہ! ہاجرہ اکیلی ہے نہ کھانے کو اناج اور میوہ۔ نہ پینے کو پانی نہ وہ شکاری ہے کہ شکار مار کر گذارہ کرے۔ کوئی ہتھیار نہیں نہ کوئی مددگار ہے۔ بتاؤ۔ کیا رام چندر ایسے مجبور تھے جیسی ہاجرہ۔ کیا رام چندر کو یہ مشکلات تھیں جیسی ہاجرہ کو۔ ہرگز نہیں۔ پھر تم ہی انصاف سے کہنا کہ کیا ہاجرہ کی قربانی رام چندر کی قربانی پر فوقیت نہیں رکھتی۔ پھر اس کے علاوہ اگر ہند و عرب کو دیکھا جائے۔ دونو کی آب ہوا کی طرف نظر کی جائے۔ تب بھی جو قدر حضرت ہاجرہ کی ہمارے دل میں جاگزین ہوتی ہے وہ حضرت رام چندر کی نہیں۔ حضرت رام چندر ہندوستان میں ہی پیدا ہوئے۔ اور یہاں ہی کے ایک جنگل میں بن باس کے دن کاٹے۔ لیکن حضرت ہاجرہ ملک مصر میں پیدا ہوئیں۔ ملک شام میں جوان ہوئیں۔ اور بن باس کے لئے دُور ملک عرب میں نکالی گئیں۔ پھر رام چندر جس آب و ہوا میں پلے۔ اُسی میں بن باس ہوئے۔ لیکن حضرت ہاجرہ شام جیسے سرسبز زرخیز تر و تازہ علاقہ میں سے نکل کر عرب جیسے گرم و خشک بے آب و ہوا چٹیل میدان میں بے وطن کی گئیں۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں۔ جو اس عورت کی قربانی کو اس مرد کی قربانی پر فوقیت دے رہی ہیں

اس کے بعد ایک اور پہلو سے ہم دونو قربانیوں میں موازنہ کرتے ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ ہم خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا مقابلہ کریں. اور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہاجرہ کی قربانی کو زیادہ بارآور کیا یا رام چندر کی قربانی کو۔ سو واقعات ہمیں بتاتے ہیں۔ اور تاریخ ہمیں اطلاع کرتی ہے کہ خدا کی نظر میں ہاجرہ کی قربانی رام چندر کی قربانی پر فوقیت لیگئی۔ اور دربار الٰہی سے جو سلوک ہاجرہ سے ہوا رام چندر سے وہ نہ ہوا۔ دیکھو رام چندر نے بھی خدا کے لئے بن باس لیا۔ اور خدا نے ان کے عزم و استقلال کو قائم رکھا۔ اور وہ چودہ برس کے پورا ہونے کے بعد بخیریت اپنے وطن کو واپس لوٹ گئے۔ اور اس طرح پر ان کے بن باس کا خاتمہ ہو گیا۔ اب ہاجرہ کے معاملہ کو دیکھو۔ وہ بھی خدا کے لئے

بن باس لیتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ بھی اس کے عزم و استقلال کو قائم رکھتا ہے۔ لیکن کیا اسے رام چندر کی طرح وطن میں پھر واپس آنا پڑا نہیں۔ بلکہ رحیم کریم خدا نے اسی بے وطنی کو اس کا وطن بنا دیا۔ اسی غیر آباد جگہ کو آباد کر دیا۔ بھیڑیوں اور شیروں کے بھٹوں کو مہذب انسانوں کے عظیم الشان محلوں سے تبدیل کر دیا۔ اس وادی غیر ذی زرع کو یجبی الیہ ثمرات کل شی کا مصداق بنا دیا۔ اور وہ مقام کہ جس میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا ہاجرہ اور شیرخوار اسمٰعیل کی خاطر وہاں سے آب زمزم کا وہ چشمہ نکالا کہ جس سے ساری دنیا پیتی ہے مگر ختم نہیں ہوتا۔ ہاجرہ اکیلی تھی۔ خدا نے قوموں کی قومیں اس کے پاس آباد کر دیں۔ وہ بے یار و مددگار تھی۔ خدا نے ہزاروں آدمیوں کو اس کا خادم بنا دیا۔ وہ رام چندر کی طرح پھر اپنے وطن میں نہیں آئی۔ بلکہ خدا نے اس کے لئے اسی جنگل میں منگل کر دیا۔ اب تم انصاف سے دیکھو کہ خدا کے حضور رام چندر کی قربانی فوقیت لیگئی یا ہاجرہ کی؟ دیکھو شیرخوار اسمٰعیل جس مقام پر پانی کے لئے ایڑیاں رگڑتا ہے وہاں چشمہ نکلتا ہے۔ اور جس مقام پر پانی کی تلاش میں ہاجرہ ایک تھوڑی سی دیر کے لئے دوڑتی ہے۔ اسی مقام پر آج محض ہاجرہ کی اتباع میں لاکھوں آدمی دن رات اسی انداز سے دوڑتے ہیں۔ اور جہاں ہاجرہ صرف خدا کے حکم کی تعمیل میں وحشت سے زندگی بسر کرتی ہے۔ اور جس گمنام قطعہ میں الٰہی رضاجوئی کے لئے زندگی گذارتی ہے وہ آج دنیا کا مرکز بن رہا ہے۔ ہزاروں انسان خواہشمند ہیں کہ انہیں اس سرزمین میں مرنا نصیب ہو۔ اور لاکھوں حسرت سے اسبات کے متمنی ہیں کہ انہیں اس متبرک مقام کی زیارت نصیب ہو۔ اور بے شمار مشتاق اپنے گھر سے منہ موڑ کر وہاں جا بسے ہیں۔ اور ہر سال دنیا کے کناروں سے لوگ دیوانہ وار وہاں دوڑے جاتے ہیں۔ کیوں؟ صرف اسی لئے کہ ہاجرہ کی ہجرت گاہ اور اسمٰعیل کے بن باس کی زیارت کریں۔ بتاؤ کیا رام چندر کو یہ بات نصیب ہوئی۔ کیا اس کے بن باس کا مقام دنیا کا مرکز بنا کیا ہاجرہ کی طرح رام چندر پر انعامات الٰہیہ ہوئے ہرگز نہیں۔ پھر اس سے آگے چلو۔ رام چندر کی اولاد دنیا میں پھیلتی ہے۔ اور آج لاکھوں کروڑوں آدمی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم چندر بنسی خاندان سے حضرت رام چندر کی اولاد ہیں۔ اور ہم بھی ان کے اس دعوے کو تسلیم کرتے ہیں لیکن حضرت ہاجرہ کی طرف توجہ کرو۔ وہ بھی صاحب اولاد ہوتی ہیں انکی نسل بھی عرب میں پھیلتی ہے۔ اور انہیں میں ہاجرہ کا ایک جو انمرد سعادت مند شیاد دنیا کا منجی ہو کر آتا ہے۔ جس کے ذریعہ خدا تعالیٰ ہاجرہ کی اولاد کو وہ قوت و شان دیتا ہے کہ اس کی اولاد ہندوستان میں اگر رام چندر کی اولاد پر حکمران ہوتی ہے اور سینکڑوں برس وہ ان کے ماتحت رہتے ہیں۔ اور قربانی کرنیوالی ہاجرہ کی اولاد فاتح اور جاں نثاری کرنے والے رام چندر کی اولاد مفتوح ہوتی ہے۔ بتاؤ۔ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ ہاجرہ کی قربانی رام چندر کی قربانی پر فوقیت لے گئی۔ اور کیا یہ اسبات کی دلیل نہیں کہ ہمارے رسول کی ماں ایک عورت ہو کر رام چندر جیسے عظیم الشان مرد سے آگے بڑھ گئی۔ یہ کیوں ہوا۔ صرف اسی لئے کہ اس کی نسل میں سید الوریٰ اور خیر الانام پیدا ہونے والا تھا۔ اس لئے خدا نے نہ چاہا کہ دنیا کے منجی کی ماں کسی مرد سے کم رہے ❊

کیا ہم دُنیا کی تباہیوں سے خوش ہوتے ہیں

نادان ہے وہ جو دوسروں کی تکلیف پر خوش ہو۔ کم عقل ہے وہ جو اوروں کی مُصیبت پر شاداں ہو۔ اور بے وقوف ہے وہ جو غیروں کے رنج و الم پر فرحاں ہو کیونکہ کوئی سمجھدار کوئی عقلمند اور کوئی دانا گرفتاران بلا پر از راہ تمسخر زبان طعن دراز نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا دل ان کی حالت کو دیکھ کر پگھل جاتا ہے۔ اور وہ اپنے مولا کے حضور اس لئے سجدۂ شکر بجا لاتا ہے کہ میں ان مصائب اور آلام سے مامون و مصئون ہوں۔ ہاں ایسے انسان کو ان لوگوں پر افسوس ضرور آتا ہے۔ جنھیں اس نے تکلیفوں سے بچنے اور آرام میں رہنے کی درد دل سے نصیحت کی ہو۔ اور انھوں نے اس کی باتوں پر کان نہ دھرا ہو۔ ایک مہربان باپ اپنے نافرمان بیٹے کو دُکھ کی حالت میں دیکھ کر ضرور اس کو ملامت کرتا ہے۔ ایک مشفق دوست اپنے خود سر ساتھی کو تکلیف میں پاکر ضرور اُسے سخت سُست کہتا ہے۔ اور ایک محبت کرنیوالا بھائی اپنے دوسرے کوتہ اندیش بھائی کی ناعاقبت اندیشی پر ضرور اُسے ملزم قرار دیتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ باپ اپنے بیٹے کو دوست اپنے دوست کو بھائی اپنے بھائی کو مصیبت زدہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ انکی نسبت ایسا خیال کرنے والا نادان ہے۔ ہمیں ایک آریہ اخبار کو پڑھ کر بہت ہی افسوس ہوا ہے۔ جو اٹلی میں تباہ کن زلزلہ اور مرزائیوں کا خوشی کا راگ کے عنوان کے نیچے لکھتا ہے کہ در پنجاب کے مسلمانان میں کچھ عرصہ سے ایک ایسا فرقہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو دنیا کی تباہی لوگوں کی بربادی اور قتل و خونریزی کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ جب کبھی کہیں طوفان آئے۔ کوئی ہولناک ہیبت ناک اور تباہ کن زلزلہ آئے۔ کسی جگہ خونریز جنگ جاری ہو کہیں قحط پڑے یا وبا پھیلے یہ فرقہ سب سے پہلے خوشی کا ایک راگ گا لیتا ہے"

ہم اس ناواقف آریہ اخبار کو بتلاتے ہیں کہ احمدیوں کو کبھی دُنیا کی تباہی لوگوں کی بربادی کسی خطرناک طوفان اور تباہ کن زلزلہ آنے کی وجہ سے اس لئے خوشی نہیں ہوئی۔ کہ ہم دُنیا کی تباہی کے خواہشمند ہیں۔ بلکہ سخت رنج اور افسوس ہی ہوتا رہا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔ کیونکہ ہم نے خدا تعالیٰ کے ایک مُرسل کی باتوں سے پیش از وقت دنیا کو آگاہ کیا۔ اور بار بار آگاہ کیا کہ ان کو مان لو۔ تاکہ تم مصائب اور آلام سے مخلصی پا سکو۔ اور اگر نہیں مانو گے تو خدا کے فرستادوں کا انکار کرنے والوں کا جو حال ہوا کرتا ہے وہی تمہارا ہو گا۔ لیکن اکثروں نے توجہ نہ کی۔ اِس لئے وہ ہدف مصائب بنے۔ اور بنتے رہیں گے احمدی ایک مشفق دوست اور مہربان بھائی کی حیثیت سے لوگوں کو آنے والے خطرات سے مطلع کرتے رہتے ہیں۔ لیکن نہ ماننے والوں میں سے کچھ لوگوں پر مُصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹتا دیکھ کر انہیں اور زیادہ زور سے لوگوں کو مطلع کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے تاکہ شائد دوسرے بچ جائیں۔

اب اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے افراد دنیا پر مصائب و آلام آنے سے خوش ہوتے ہیں۔ تو وہ غلطی پر ہے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ لوگوں کی مُصیبتوں پر خوش ہونے کے لئے نہیں۔ بلکہ مُصیبت میں مُبتلا شدہ لوگوں کو رہائی پانے کی تدابیر بتانے اور تباہیوں سے بچنے کی تدبیر سکھانے کے لئے قائم ہوئی ہے۔ پس جو کوئی ہماری احمدی کی باتوں کو پس پشت ڈال دینے کی وجہ سے رنج و محن میں مُبتلا ہوتا ہے وہ احمدیت کی زبان حال سے تصدیق کرتا ہے اور دوسرے کو مطلع کرتا ہے کہ

من نہ کردم شما حذر بکنید۔

پس مبارک ہے وہ انسان جو ہماری باتوں پر غور کر کے اپنے بچاؤ کی فکر کرتا ہے۔ اور نادان ہے وہ انسان جو صداقت کو دیکھ کر اس پر ہنسی اُڑاتا ہے ❊

علمی جنتری

ہمیں کئی احباب نے زبانی اور خطوط کے ذریعے اس طرف توجہ دلائی تھی کہ "علمی جنتری ۱۹۱۵ء" جو سید محمد عبد اللہ علم سوداگر کانپوری نے مرتب کی ہے۔ اس میں جماعت احمدیہ کے عنوان سے جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سراسر غلط فہمیوں سے مملو ہے۔ اسکی تردید ہونی چاہیئے۔ ہم نے بیشتر اسکے کہ ان باتوں کی تردید کرتے۔ مناسب سمجھا کہ جنتری مرتب کرنے والے سے دریافت کر لیا جائے کہ آیا انھوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح سمجھ کر لکھا ہے یا ناواقفیت کی وجہ ان سے غلطی ہو گئی ہے۔ ہمارے خط کا جو جواب آیا ہی وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

کرمفرمائے بندہ جناب ایڈیٹر الفضل صاحب زاد لطفہٗ

ہدیۂ تسلیم اور تحفۂ نیاز کے بعد خدمت سراپا برکت میں عرض ہے کہ نوازشنامہ موصول ہوا۔ جواباً گذارش ہے کہ سب ایڈیٹر نے یہ مضمون پیسہ اخبار سے مورخہ ۲۶۔ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء سے لیا ہے آپ اُس اخبار کو دیکھ سکتے ہیں اگر میرے یہاں کے ایڈیٹر کی آپ کی رائے میں کچھ غلطی اور قصور ہو تو معاف کیا جائے۔ خیریت مزاج و کار لایقہ سے یاد فرماتے رہیئے:۔ فقط زیادہ نیاز

خادم۔ سید محمد عبد اللہ علم سوداگر و مؤلف علمی جنتری کورسوان کانپور

مؤلف جنتری کو سلسلہ احمدیہ جیسے معروف اور مشہور سلسلہ کے حالات درج کرنے کے لیئے پیسہ اخبار کے کسی ناواقف اور غیر ذمہ وار نامہ نگار کی غلط تحریر کا منت کش نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ قادیان میں ایک پیسہ کا کارڈ لکھ کر وہ مفصل اور صحیح حالات معلوم کر سکتا تھا اور ہم بڑی خوشی سے اسکی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے تیار تھے۔ اب جبکہ اپنی غلطی کا اعتراف کیا گیا ہے تو ہمیں بھی ضرورت نہیں کہ اسکے متعلق وضاحت سے کچھ لکھیں +

ہم امید کرتے ہیں۔ کہ آیندہ سال کی جنتری تالیف کرنے کے وقت ہم سے سلسلہ احمدیہ کے متعلق صحیح حالات معلوم کر کے لکھے جائینگے +

بشارت! بشارت!! بشارت!!!

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے درس قرآن شریف کے نوٹ تیسویں پارہ کے شائع ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ عنقریب پہلے پارہ سے عمدہ کاغذ پر درس قرآن کے نوٹ چھپنے شروع ہو جائیں گے "درس قرآن کے نوٹ" تو اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی تقریر کا جو نہایت تیز اور رواں ہوتی ہے سارا لکھ لینا ناممکن ہے اور جو کچھ سعی بلیغ سے لکھا جاتا ہے اسکو ہو بہو وہی درس نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم ہر ایک آیت کے معانی اور مطالب مسلسل لکھے جاتے ہیں اور تقریباً تمام تقریر ضبط کر لیجاتی ہے۔ اس لئے ان نوٹوں کو تفسیر القرآن کہنا چاہیئے۔ جو بلاشبہ حقائق اور معارف کا ایک خزینہ ہے کسی احمدی کو اس کے حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کرنی چاہیئے اخبار الفضل میں انشاء اللہ مسلسل درس چھپتا رہیگا احباب الفضل کے خریدار بنکر اسکو حاصل کریں اور اسکے علاوہ اخبار الفضل جو نہایت مفید اور کار آمد مضامین شائع کر رہا ہے اور جس کا کاغذ بھی حال میں باوجود گرانی کے آگے سے بہت عمدہ کر دیا گیا ہی اس سے بھی مستفیض ہونا چاہیئے۔ اخبار کی قیمت چھ روپے سالانہ ہی اور اسی قیمت میں درس بھی دیا جائیگا۔ قیمت باقساط بھی وصول کیجا سکتی ہے لیکن بہرحال پیشگی قیمت وصول کیجاتی ہے جو احباب اخبار الفضل کے خریدار ہیں ان کا یہ فرض ہی کہ وہ دوسرے احباب کو یہ خوشخبری سنا دیں تا کہ وہ شروع سے خریدار بنجائیں +

اعلان

حضرت فضل عمر خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے اپنے قلم سے نکلا ہوا ایک رسالہ بجواب لیکچر خواجہ کمال الدین صاحب عنقریب انشاء اللہ چھپ کر شائع ہوگا سکرٹری صاحبان فوراً دفتر میں تعداد مطلوبہ کی اطلاع دیں۔

سکرٹری

انجمن ترقی اسلام قادیان

ظہور المہدی یا حج احمدیہ

یہ ظہور المسیح نہیں بلکہ اور کتاب ہے ۳۵۲ صفحے حجم۔ گنجان تحریر جسمیں یقیناً پانچ چھ سو صفحہ کا مضمون ہے۔ احمدی مذہب کو امنت باللہ سے لیکر الیوم الآخر تک مدلل و مفصل بیان کیا گیا ہے ہر مسئلہ کیلئے آیات سے احادیث سے روایات سے اسقدر دلائل جمع کر دیئے ہیں کہ طبیعت سیر ہو جاتی ہے یہ کتاب ایک مناظر کیلئے ایک مبلغ کیلئے ایک طالب حق کیلئے۔ ایک احمدی کو وسعت معلومات کیلئے ایک مذاہب عالم پر نظر تنقید کرنیوالے کیلئے یکساں مفید ہے منگوا کر دیکھئے۔ قیمت بجائے دو روپے کے ایک روپیہ۔ دفتر الفضل سے طلب فرماویں